مولانا محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی نئی کتاب
''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام''
لاہور کی تقریب رونمائی کی رپورٹ

اسلام آباد میں مولانا سمیع الحق صاحب کی معرکتہ الاراء نئی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی کی رپورٹ پچھلے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے' یہاں 9 جون 2004ء کو لاہور کے ایک اہم ہال میں رونمائی کی تقریب کی رپورٹ شائع کی جا رہی ہے' جس کی صدارت ملک کے مایہ ناز صحافی' ایڈیٹر نوائے وقت جناب مجید نظامی صاحب نے فرمائی۔ لاہور کے چیدہ ممتاز علماء سیاستدانوں ممبران پارلیمنٹ' ممتاز صحافیوں اور کالم نگاروں نے اظہار خیال کیا جس کے چیدہ چیدہ حصے شامل کئے جا رہے ہیں' اجلاس کا آغاز جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا فضل الرحیم صاحب کی تلاوت سے ہوا' سٹیج سیکرٹری کے فرائض' کتاب کے مرتب مولانا عبدالقیوم حقانی نے انجام دیئے جبکہ کراچی سے آئے ہوئے مہمان مولانا محمد عثمان یار خان نے معاونت فرمائی' تقریب کے حاضرین میں درجنوں شہرہ آفاق علماء وفضلاء اور دانشور بھی موجود تھے' مگر وقت کی کمی کی وجہ سے اظہار خیال کا موقع نہ مل سکا' تقریب کا اختتام لاہور کے مدرسہ ضیاء العلوم بیگم پورہ کے مہتمم مولانا لطیف الرحمان حقانی (فاضل حقانیہ) کی دعا پر ہوا۔...... .... (ادارہ)

جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال صاحب فرزند علامہ اقبالؒ

مولانا سمیع الحق کے ساتھ میرے پرانے تعلقات ہیں' سینٹ میں ہم اکٹھے تھے' میں نے ہمیشہ وہاں دیکھا کہ انہوں نے عام حالات سے راستہ الگ رکھا اور یہ ہمیشہ اپنی روش پر چلنے کے عادی ہیں' اسی وجہ سے ہم ان کی بڑی عزت واحترام کرتے ہیں' پھر اس کے بعد میں کابل گیا' اور کابل سے واپسی پر ان کے ہاں اکوڑہ خٹک میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ان کے مدرسہ میں جانا ہوا' طلباء کو میں نے وہاں ایڈریس بھی کیا' اور میں ان کی کوششوں سے بہت متاثر ہوا' مولانا نے مجھے بتایا کہ تم اگر مجھے کابل جاتے ہوئے بتا کر جاتے تو خود ملا عمر تمہیں ریسیو کرنے آتے' میں نے کہا کہ یہ

مجھے علم نہ تھا کہ آپ کا ان پر اتنا رسوخ ہے' بہر حال مولانا کا بڑا عزت واحترام ہے' بہت محبت ہے' انہوں نے بڑی شفقت کے ساتھ مجھے بلوایا دعوت دی اور یہ کتاب بھی عنایت فرمائی جس کی بہت ساری باتیں آپ کے سامنے کی جا چکی ہیں' اس میں نئے اجتہاد بھی ہیں' مولانا نے جس طرح دارالاسلام اور دارالحرب کی تعریف کی ہے اور دارالحرب میں جو نیا معنی انہوں نے ڈالا ہے' اس کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ اجتہادی نقطہ نگاہ ہے۔ اور کاش کہ وہ اس طرح کے اور اجتہاد بھی کریں اور کئی نئی راہیں ہمارے سامنے پیدا کر کے دکھائیں۔ بہر حال میں نے اس کتاب میں دیکھا ہے کہ اس کی ایک تاریخی حیثیت ہے' بہت سارے اس کتاب کے انٹرویوز ہیں جو کہ داستان پارینہ ہیں اور اس کی تاریخی حیثیت بن چکی ہے' بعض باتیں ایسی ہیں جن پر آج بھی ہمیں غور وفکر کرنی چاہیے ایک بات جو میں نے محسوس کی ہے اور وہ آپ کی خدمت میں بھی پیش کر رہا ہوں وہ یہ کہ میری نگاہ میں یہ سارا سلسلہ ۱۱ ستمبر کے واقعہ سے شروع نہیں ہوا' دراصل یہ اسوقت سے شروع ہوا جب سوویت روس کی تحلیل ہوئی چونکہ سوویت روس کے خاتمہ کے بعد آپ دیکھتے ہیں کہ مغرب کے پالیسی میکرز نے کہنا شروع کر دیا کہ ہمارا اگلا دشمن مسلمان ہے یا اسلام ہے۔ آپ ہنٹنگ کو پڑھیں' برنارڈ لوئیس کو پڑھیں ان سب کی کتابیں یہ واضح کر رہی ہیں کہ اس وقت کے بعد انکا سارا تاثر امریکہ میں یہی ہے کہ ہمارا آئندہ دشمن اسلام ہے' اب اس کی وجہ انہوں نے نہیں بتائی بلکہ اس کے ساتھ چائنا کو بھی منسلک کیا کہ جس طرح چائنا اور اسلام یعنی کنفیشش کا جو فلسفہ ہے' چائنا کا اور اسلام وہ دونوں ہمارے تصور جمہوریت سے جو ہیومن رائٹس ہے' اس کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا یہ ہمارے آئندہ کے دشمن ہیں' اچھا اب میں تو کہوں گا کہ مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہ ۱۱ستمبر والا واقعہ دہشتگردی ہے یا ڈرامہ ہے جو بنایا گیا ہے بہت ساری کتب ایسی وجود میں آ چکی ہیں جس میں یہ بحث کی گئی ہے کہ اس میں مسلمانوں کا کسی قسم کا تعلق نہیں تھا' یہ تو سارا کچھ ڈرامہ ہے جو کہ ایک نقطہ نگاہ پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا' اچھا دنیا جب سے آتی چلی آ رہی ہے تو وہ ہمیشہ اگر آپ پریکٹیکلی دیکھیں تو بیلنس آف پاور ہو تو دنیا قائم رہتی ہے۔ سوویت روس کے تحلیل کے بعد وہ بیلنس آف پاور ختم ہو گیا' اب امریکہ دنیا میں یک قطبی طاقت کے طور پر ابھرا یہ ایک نئی قسم کی ایمپیر یلزم ہے یہ ایک نئی قسم کی چنگیزیت ہے جو کہ گلوبلائزیشن کی شکل اختیار کر کے ہمارے استحصال کا سبب بن رہی ہے' وہ بات جس پر ہمارے زعماء اور علماء کو غور کرنے کی ضرورت ہے' وہ یہ کہ اس چنگیزیت کا مقابلہ کرنے کے لئے کون سا طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا؟ کیونکہ یہ چنگیزیت اسی طرح رہے گی اور امریکہ کی یہ کوشش ہوگی کہ کوئی بھی اس بیلنس آف پاور کو لانے کے لئے میدان میں نہ اترے اگر فرض کیجئے کہ کل چین اس کے لئے اٹھے گا تو اسے نہیں چھوڑے گا اسی طرح اگر روس کرتا ہے تو اس کی کوشش بھی ناکام کی جائے گی اس طرح اگر بالفرض یورپی یونین یہ کرنا چاہے جن کے آپس میں اختلافات ہیں تو وہ یہ نہیں کرنے دیں گے تو نتیجہ کیا ہے یہی ٹیرارزم جو اسے وہ کہتے ہیں یا میں اسے اسلامی جہاد کہتا ہوں یہ جاری رہے گا' اور اسی وجہ سے میرے نقطہ نگاہ اور تحقیق کے مطابق یہ (جہاد) دنیا کو

بیلنس آف پاور فراہم کر رہا ہے' اور کوئی وجہ نہیں کہ کوئی ایسا وقت بھی آئے کہ اس جہاد کو جسے اب مغرب ٹیرارزم کہہ رہا ہے اس کی خفیہ طور پر امداد و معاونت روس یا چین یا یورپی یونین کرے چونکہ ہر ملک کو اپنا مفاد سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور کوئی بھی ملک جو کہ حقیقی طور پر آزاد ہو اور اپنے اندر بل بوتا بھی رکھتا ہو' یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی یک قطبی طاقت یا یونی پولر پاور حکمران ہو' یہ چنگیزیت ایسی ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی' سو یہ اس طرح قائم نہیں رہ سکتا ہے جب تک اس کے خلاف یہ ایک جہادی روح جو ہے وہ برقرار رکھی جائے خواہ وہ اس شکل میں ہے کہ ہمارے بچے پیٹ پر بم باندھ کر اپنی جانیں دیتے ہیں' یہاں کے جو امراء ہیں یا مسلم ریاستوں کے جو حکمران ہیں ان کے پاس دولت ہونے کے باوجود اس بات کا احساس نہیں کہ اس وقت ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔ ریسورسز کس طرح پیدا کرنے چاہئیں تاکہ ہمارے پاس ہتھیار ہوں' ہمارے پاس ایٹم بم بنانے کی' نیوکلئیر اسلحہ بنانے کی اہلیت ہو جب تک ایسی صورت ہم پیدا نہیں کر سکتے ہیں اس وقت تک ہمارے نوجوان اسی طرح قربانی دیتے رہیں گے' علامہ اقبال کا ایک فارسی شعر ہے جو کہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں آ رہا ہے' علامہ اقبال جب سلطان ٹیپو کے مزار پر گئے تھے تو کچھ لمحات مزار کے اندر اکیلے کھڑے رہے' جب باہر نکلے تو کسی نے پوچھا کہ آپ کو سلطان نے کیا دیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ مجھے وہاں بہت کچھ حاصل ہوا اور پھر وہ شعر کہا کہ اگر عزت کے ساتھ زندہ رہنا ممکن نہیں تو جان قربان کر دینے میں زندگی ہے۔...... تو یہی صورت ہے جو کہ آج کل ہماری اور ہماری نئی نسل کی ہے اور ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو دہشت گرد کہہ کر چپ کرا سکیں گے یا انہیں اطمینان دلا سکیں گے یا ان کو ترغیب دلائیں کہ بھائی اس وقت ہماری پوزیشن وہی ہے جو مسلمانوں کی مکہ میں تھی میں خود بھی یہی کہتا ہوں کہ مکی وحی جو بھی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی ہے کہ وہ وقت آئے گا کہ جب تم کفار کے مظالم کا بدلہ لو گے' لیکن ابھی نہیں ابھی تمہارے ساتھ وہ قوت نہیں ہے تو جو مکی سورتیں ہیں وہ ہمیں یہی تلقین دیتی ہیں کہ جب اس قسم کا عالم ہو کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں سوائے اس کے جس کو میں جہاد کہتا ہوں اور مغرب ٹیرارزم کہتا ہے تو اسوقت تک جب تک ہم میں خود ریسورسز نہ ہو ہمیں صبر سے ہی کام لینا ہوگا۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں حقیقت یہی ہے کہ مولانا نے جو سب سے بڑی بات کہی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ہمارے سامنے ایک راستہ کھول دیا' انہوں نے ہمارے سامنے واضح کر دیا جس طرح کہ انہوں نے ایک جاپانی کو کہا کہ بھئی تم ڈرتے کیوں ہو تم مسلمان ہو جاؤ خدا سے ڈرو یہی ایک ملنگ کی آواز ہے اور یہی ہو سکتی ہے۔ ع مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

تو بے تیغ کوئی سپاہی نہیں لڑ سکتا ہے لیکن یہ ایمانی جوش و خروش ہے اسکو زندہ رکھنے کی ضرورت ہے اور ان شاء اللہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ یہ جو چنگیزیت کا عالم اسلام پر چھایا ہوا ہے یہ ختم ہو جائے گا۔ اس کا پتہ نہیں لگے گا کہ کدھر گیا' سو اس وقت تک صبر کیجئے اور دیکھتے جائیں کہ کیا ہو رہا ہے آپ کے سامنے جو کچھ ہو رہا ہے۔